حجیتِ قراءات پر تمنا عمادی کے اعتراضات: محمد طاہر رحیمی کی "دفاعِ قراءات" کا اختصاصی مطالعہ

(*Tamannā Imādī* on Variant Readings of the Quran: A Study of *"Difā'-e-Qirā'āt"* by *Muhammad Tāhir Rahīmī*)

*ڈاکٹر مفتی محمد ہارون

Abstract

Variant Readings (*Ikhtilāf-e-Qirā'āt*) is an important subject in the field of *Qurānic* sciences. Muslim tradition, in general, authenticates the variations of *Qirā'āt*, but some modern scholars have negated the authenticity of these variations. A Pakistani scholar *Tamannā Imādī* in his book titled *"A'jāz al-Quran-o-Ikhtilāf-e-Qirā'āt"* has endorsed this refutation of variations. His work is responded by *Muhammad Tāhir Rahīmī* in his *"Difā'-e-Qirā'āt"*. This article reads *Rahīmī's* work. It explores that *Rahīmī* has nicely countered *Imādī's* arguments. It, ratifying the traditional stance on the subject, supports *Rahīmī* argumentation on the authenticity of variant readings.

Keywords: Variant Readings, *Tamannā Imādī*, *Tāhir Rahīmī*

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآنی علوم واسرار اور احکام سے شناسائی کے لیے سب سے پہلا مرحلہ "قراءات" کا ہی ہے،اسی لیے ماہرینِ علومِ قرآن کے ساتھ ساتھ فنِ قراءات میں مہارت رکھنے والے ائمۂ کرام نے اس کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل گفت گو کی ہے، اوراس سلسلے میں مستقل اصول وقوانین کی توضیح بھی کی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس فن میں قیاس کا کوئی دخل نہیں، اس لیے انھوں نے اسے خالص سماعی اور منقولی بنیادوں پر اس کی ترویج میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ائمہ قراءات نے ابتدائی دور میں اس فن پر تحریر کردہ کتب میں اس کی منقولی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر ان کی اسناد کا بیان بھی ضروری سمجھا، جو نبی کریم ﷺ سے بطریقِ تواتر مربوط ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کی مختلف قراءات یقینی طور پر منزل من اللہ ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد رموز وحِکم کی حامل ہیں، نیز علومِ

*لیکچرر شعبہ اسلامی و عربی علوم یونی ورسٹی آف سرگودھا

اسلامیہ کی اساس ہونے کے ساتھ ساتھ لسانیاتی علوم کی حفاظت کا بھی اساسی ذریعہ ہیں۔ قرآنی متن کے اس فن کے ساتھ براہِ راست تعلق اور اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام دشمن عناصر نے اس کو بالخصوص ہدفِ تنقید بنایا ہے اور متعدد وسائل وذرائع سے قرآن کریم کے متعلق امتِ مسلمہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے اس کی قراءات کو انسانی اختراع قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے بنیادی طور پر تین گروہ، جن میں بعض فرقِ روافض، مستشرقین اور دورِ جدید کے چند منکرینِ قراءات شامل ہیں۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو شعوری یا غیر شعوری طور پر مستشرقین کی ملمع سازیوں کی بھینٹ چڑھا ہے، اس تحریک کے نتیجے میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے مستشرقین سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ حجیتِ قراءات کے حوالے سے ان کے شبہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تمام تر تحقیقات کا مدار استشراقی فکر ہے۔ قراءاتِ قرآنیہ سے متعلق جمہور امت سے ہٹ کر ایک نئی رائے قائم کرنے والے متجددین کے بارے میں مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ان کا موضوعِ تحقیق دراصل "علمِ قراءات" تھا ہی نہیں، لہٰذا انھیں اپنے قائم کردہ نظریات و نتائجِ تحقیق کی نزاکت اور شناعت کا ادراک ہی نہیں ہو سکا. حجیتِ قراءات کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والے حضرات میں ڈاکٹر جواد علی[1]، ڈاکٹر علی عبدالواحد وافی (م1991ء)[2]، طٰہٰ حسین (م1973ء)[3] اور تمنا عمادی (م1972ء) وغیرہ شامل ہیں۔

---

[1] ڈاکٹر جواد علی کا شمار دورِ جدید کے ماہرینِ ادب ولغت میں کیا جاتا ہے، انھوں نے اپنے مقالے میں قراءات کے اختلاف کو تواتر اور نقل کی بجائے قلم کا کرشمہ قرار دیا ہے، چنانچہ اپنے نظریے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نزولِ وحی کے بعد قرآن مجید کی تدوین میں قلم کی وجہ سے کئی مسائل پیدا ہوئے اکثر حروف ایک دوسرے کے مشابہ تھے اور نقاط کے ذریعے ہی ان میں فرق ہو سکتا تھا، لیکن اس وقت تک تو نقاط ایجاد ہی نہیں ہوئے تھے، جس کی وجہ سے کلمات کے ضبط کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔ ملاحظہ ہو: جواد علی، لھجۃ القرآن الکریم، بحث فی مجلۃ المجمع العلمی العراقی، المجلۃ الثالث، الجزء الثانی، ص89، بحوالہ لبید السعید، المصحف المرتل، ص159۔

[2] ڈاکٹر علی عبدالواحد وافی (م1991ء) عربی زبان وادب کے حوالے سے اہلِ علم میں اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ انھوں نے "**فقہ اللغۃ**" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جو متعدد بار شائع ہو چکی ہے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں قراءات میں اختلاف کا سبب مصاحف عثمانیہ کے نقاط اور حرکات وسکنات سے خالی ہونے کو قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ڈاکٹر علی عبدالواحد وافی، فقہ اللغۃ (مصر، دارالکتاب العربی، ط1، س ن)، ص119۔

[3] ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے بھی قراءات کے اختلاف کی بنیاد لہجات ولغات کو قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ان قراءات کا تعلق وحی سے نہیں ہے اور نہ ہی ان کا منکر کافر وفاسق ہے اور نہ ہی دین میں عیب لگانے والا ہے۔ مزید برآں اس نے قراءات کے متواتر ہونے کا بھی انکار کرتے ہوئے حدیث سبعۃ احرف کو محض ایک روایت کہہ کر رد کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ طٰہٰ

تمنا عمادی (م1972ء)

تمنا عمادی کا اصل نام محی الدین تھا لیکن تمنا عمادی کے نام سے شہرت ہو گئی تھی۔ اپنے وطن کی طرف نسبت کی وجہ سے پھلواری بھی کہلاتے ہیں۔ صوبہ بہار کے ایک صوفی گھرانے میں پیدا ہوئے، درس نظامی کی تکمیل اپنے والد اور خاندان کے دوسرے بزرگوں مولانا حکیم علی نعمت اور مولانا منظور احمد سے کی، اور کچھ عرصہ تک متوسطات کی کتابوں کا درس بھی دیا۔ تمنا عمادی کو شعر وشاعری سے بھی بہت زیادہ لگاؤ تھا اور اس میں کمال بھی حاصل تھا انہیں تینوں زبانوں اردو، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا اور ان تینوں زبانوں میں انھوں نے اشعار بھی لکھے جس کی وجہ سے انہیں "حسان الہند" کا لقب دیا گیا۔[4] تمنا عمادی نے 1972ء میں وفات پائی اور اپنے پیچھے متعدد کتابیں چھوڑیں، جن میں سے مشہور ترین یہ ہیں: جمع القرآن[5]، حدیث کے مدون اول ابن شہاب زہری اور تاریخ و تفسیر کے مدون اول ابن جریر طبری[6]، انتظار مہدی و مسیح کی حقیقت[7]، ایصال ثواب[8]، القصیدۃ الزہراء[9]، سبیل المومنین[10]، کیا اختلافِ امت رحمت ہے؟[11] اور اعجاز القرآن واختلاف قراءات وغیرہ شامل ہیں۔

حسین نے قراءات کو محض غیر منقولی اور لہجات ولغات کی فروعات میں سے قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: طہ حسین، فی الادب الجاھلی (قاہرۃ: دار المعارف، ط1، 1984ء)، 95، 96۔

[4] مقدمہ (تاثرات) اعجاز القرآن واختلافِ قراءات، تمنا عمادی (کراچی: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ، ط1، ستمبر 1997ء)، 57۔

[5] اس کتاب میں جمع وتدوینِ قرآن کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے، اس حوالے سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ روایات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا گیا وہ سب کی سب من گھڑت ہیں۔ نیز اپنے اس دعوی کو مضبوط ثابت کرنے کے لیے انھوں نے ابن شہاب زہری کو شیعہ ثابت کرنے کی ایک سعی لاحاصل کی ہے۔ اس کتاب میں یہ بات بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسجد نبوی کا وہ ستون جس کے پاس عام مسلمانوں کے نقل کرنے کے لیے سرکاری مصحف نبوی رکھا رہتا تھا، عہد نبوی میں ہی مصحف والا ستون کے نام سے مشہور چکا تھا۔ یہ کتاب قرآنک سینٹر کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

[6] اس کتاب میں ابن شہاب زہری اور ابن جریر طبری کے حالات زندگی اور ان کے کارناموں کا تعارف کروایا گیا ہے۔ یہ کتاب الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

[7] اس کتاب میں تمنا عمادی نے امام مہدی اور حضرت مسیح کی روایات پر تنقید کی ہے۔ یہ کتاب بھی الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

تمنا عمادی کی اعجاز القرآن واختلاف قراءات کا مختصر تعارف

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے واضح ہے کہ یہ کتاب دو مختلف عنوانات کی نشان دہی کر رہی ہے۔اول: اعجاز القرآن اور دوم: اختلاف قراءات۔ تمنا عمادی نے اپنی اس کتاب کو کل چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔پہلے تین حصے اعجاز القرآن سے متعلق ہیں اور آخری حصہ اختلافِ قراءات کے موضوع پر مشتمل ہے۔پہلے حصے میں قرآن مجید کے معجزہ ہونے کا مفہوم ذکر کرنے کے بعد تاریخِ مصاحف پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، قصۂ حضرت زید اور حضرت زینب، محاذِ حدیث کے تحت مثلہ معہ پر تنقید کے ساتھ ساتھ مسندِ امام احمد کی تاریخی حیثیت پر کلام کیا گیا ہے۔محاذِ تفسیر کے تحت آیتِ تطہیر، آیتِ ولایت، سورۃ التحریم، نبی ﷺ کا ایلاء، روایتِ افک، جادو کی روایات پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔کتاب کا چوتھا حصہ اختلافِ قراءات کے موضوع پر مشتمل ہے، جس میں قرآنی قراءات اور حدیثِ سبعۃ احرف کو وضعی قرار دیتے ہوئے قراءات کے امام عاصم کوفی کو شیعہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ تمنا عمادی نے امام نافع کو مدینہ میں کوفیوں کا ایجنٹ کہا ہے، اسی طرح ان کی قراءات کی سنیت کو بھی مخدوش کہا ہے۔ان کے نزدیک ابن جریر طبری (م310ھ) کے قول پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعِ قرآن میں صرف لغتِ قریش کو باقی رکھ کر بقیہ چھ لغات کو موقوف وختم کر دیا تھا تو اب موجودہ قراءاتِ مروجہ کہاں سے پیدا ہو گئیں؟ نیز تمنا عمادی نے ساتوں ائمۂ قراء پر بلا دلیل نقد وطعن اور شبہات واعتراضات کیے ہیں، جن کا حقائق ودلائل سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں۔ تمنا عمادی کی مذکورہ کتاب کا تفصیلی جواب قاری محمد طاہر رحیمی مدنی نے "دفاعِ قراءات" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر دیا ہے۔مذکورہ سطور میں مولانا طاہر رحیمی مدنی کی "دفاعِ قراءات" کا اختصاصی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:

---

[8] یہ ایک مختصر سا کتابچہ ہے جو مروجہ ایصالِ ثواب کے رد میں لکھا گیا ہے یہ کتابچہ بھی الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

[9] یہ کتاب کئی ہزار اشعار پر مشتمل ہے جس میں عہد عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متنازعہ تاریخی معاملات پر نظر ڈالی گئی ہے، شروع میں طویل نثری دیباچہ ہے جس میں جنگِ جمل وصفین اور کربلا پر گفتگو کی گئی ہے۔ تمنا عمادی کی یہ کتاب مکتبہ محمود شائع سے ہو چکی ہے۔

[10] اس کتاب میں تمنا عمادی نے نبی کریم ﷺ کی سنت کا مفہوم واضح کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ کی اصل سنت وہی ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔اور اس راہ سے جدا رہنے والوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔ یہ کتاب بھی مکتبہ محمود سے شائع ہو چکی ہے۔

[11] اس کتاب میں تمنا عمادی نے "اختلاف امتی رحمۃ" والی حدیث کو من گھڑت قرار دیا ہے،اور یہ بتایا ہے کہ اصول و عقائد میں اختلاف،امت کے لیے رحمت نہیں ہے۔ یہ کتاب بھی الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

دفاعِ قراءات

بر صغیر کے ماہرینِ قراءات میں سے ایک بہت بڑا نام مولانا قاری طاہر رحیمی مدنی کا بھی ہے، جنھوں نے صرف قراءات میں ہی نہیں بلکہ دیگر علوم اسلامیہ میں بھی تحقیقی کام کیا اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ شیخ القراء مولانا طاہر رحیمی نے "دفاعِ قراءات" کے نام سے کتاب لکھ کر حجیتِ قراءات کے حوالے سے تمنا عمادی کی طرف سے کیے گئے شبہات کا جامع اور مسکت جواب دیا ہے۔ مقالہ نگار کی نظر میں اس موضوع پر اردو ذخیرہ ادب میں اب تک اس سے زیادہ جامع اور ضخیم کوئی اور کتاب نہیں لکھی جا سکی۔ یہ کتاب ادارہ کتب طاہریہ ملتان سے نو سو چودہ صفحات میں شائع ہو چکی ہے۔ مصنفِ کتاب نے اپنی کتاب کے شروع میں پیش لفظ کے عنوان سے ایک وقیع ابتدائیہ لکھا ہے، جس میں تمنا عمادی کے تحقیقی معیارات پر کڑی تنقید کی ہے۔ جس سے قاری کتاب کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر کس قدر وقیع، قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔ مزید برآں مولانا نے اس کتاب کو جس جامع انداز سے مرتب کیا ہے، اس لحاظ سے اسے اس موضوع کا انسائیکلوپیڈیا کہا جا سکتا ہے، جس میں اس موضوع پر واقع ہونے والے تمام شبہات کا عقلی و نقلی تسلی بخش جواب ملتا ہے۔

مولانا طاہر رحیمی کا تمنا عمادی کے طرزِ تحقیق پر نقد

مولانا طاہر رحیمی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں تمنا عمادی کے طرزِ تحقیق پر ایک جامع انداز سے تنقید کی ہے اور دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ تمنا عمادی کی طرف سے حجیت قراءات پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں، ان کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں، ان تمام شبہات واعتراضات کی بنیاد کا اصل سبب ان کی اس علمِ قراءات سے ناآشنائی، عربی زبان سے عدم واقفیت اور راویانِ حدیث پر عدم اطمینان ہے۔ اس حوالے سے کل چھے طرح سے نقد کیا ہے، جس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

1۔ تمنا عمادی سے سب سے پہلے تو یہ لغزش ہوئی کہ فنِ قراءات کے رجال کو حدیث کے رجال پر قیاس کر لیا، حالانکہ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ نیز فنِ قراءات کے رجال پر تبصرہ کرتے وقت رجالِ قراءات کی کتب کا مطالعہ ضروری تھا، تہذیب التہذیب اور لسان المیزان وغیرہ در حقیقت رجالِ حدیث کی کتب ہیں۔ بعض قراءِ محدثین کا تذکرہ ضمناً وتبعاً رجالِ حدیث کی کتب میں آگیا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ ان حضرات میں شانِ تحدیث کی حیثیت بھی تھی۔ اس حوالے سے مولانا طاہر رحیمی لکھتے ہیں:

> "فن قراءات کی اصل کتب **معرفة القراء الكبار للذهبی اور طبقات القراء لابن الجزری** وغیرہما ہیں۔ ہم یہ بدگمانی تو نہیں کرتے کہ ناقد کے پاس اصل کتب طبقات القراء موجود تھیں اور ان کے مندرجات سے بخوبی واقف تھے مگر دیدہ دانستہ ان کے حوالہ جات سے گریز کیا، بلکہ حسنِ ظن کی بناء پر یہی سمجھتے ہیں کہ ناقد کو طبقات القراء کی کتب دستیاب نہ ہوئی ہوں گی۔ مگر ایسی صورت حال میں کسی موضوع پر تحقیقی کام کرنے والے پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ

اولا وہ زیرِ بحث موضوع کی جملہ کتبِ متعلقہ فراہم کرے اور اس کے بعد ریسرچ و تحقیق کا کام شروع کرے، مگر یہاں صورت حال کچھ یوں محسوس ہو رہی ہے کہ ناقد نے اولا اپنے ذہن میں قراءات کے متعلق ایک غلط مفروضہ و نظریہ قائم کر لیا ہے اور پھر اس کے برخلاف جہاں جہاں بھی کوئی چیز نظر آئی اس کو نظرانداز کرتے گئے اور جہاں کوئی معمولی سی تایید بھی اپنے زعم کے مطابق نظر آئی بس اس کو فوراً اور بے چوں چراں بلا تحقیق درج کر دیا۔"[12]

اس تحریر سے تمنا عمادی کی تحقیقی کاوش کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حجیتِ قراءات کے انکار کے حوالے سے ان کے نظریات کس حد تک مضبوط، پایدار، جامع اور قابلِ اعتماد ہو سکتے ہیں؟۔ مقالہ نگار کی رائے کے مطابق ان کی تحقیق میں استشراقی فکر کی چھاپ نظر آتی ہے[13] کیونکہ ان کے ہاں بھی قرآن وحدیث پر تحقیق کرنے کا یہی اصول ہے کہ وہ اپنے ذہن میں پہلے سے ہی ایک مفروضہ قائم کر لیتے ہیں اور پھر جہاں جہاں اپنے مفروضے کی تایید نظر آتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں اور جہاں اس مفروضے کے خلاف چیزیں نظر آتی ہیں، تو پھر یا تو اسے یکسر نظرانداز کر دیتے ہیں یہ اس کے ثبوت پر شکوک و شبہات قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی ضمن میں مولانا طاہر رحیمی نے تمنا عمادی کی عربی دانی کو بھی واضح کیا ہے اور عربی سے ترجمہ کرتے ہوئے ان کے تسامحات کا بھی تذکرہ کیا ہے، مثلا وہ لکھتے ہیں: جو شخص ابن جریر طبری(م310ھ) کی عربی عبارت کے ترجمہ اور مطلب میں نحوی ولغوی وسیاقی اغلاط کا مرتکب ہو کر اصل مقصد ہی نہ سمجھ سکے اور الداری کا ترجمہ رے کا رہنے والا کرے اس کی علمی قابلیت عقل سے وراء اور غالبا علم لدنی و وہبی ہی کی کوئی خاص قسم ہے۔[14]

---

[12] مولانا قاری محمد طاہر رحیمی، دفاعِ قراءات (ملتان: ادارہ کتب طاہریہ، محلہ مغل آباد پاکستان، س ن)، 87۔

[13] محققین نے مستشرقین کی طرف سے علومِ اسلامیہ پر کی جانے والی تحقیق کے مناہج پر محققانہ کام کیا ہے، جس سے مستشرقین کی علمی کوتاہیوں کا اندازہ لگایا جاسکتاہے۔ علومِ اسلامیہ میں خاص طور پر قرآنی علوم کے حوالے سے ایک خاص طرزِ تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان مناہج میں سے ایک "منہجِ افتراضی" ہے، جس کا تذکرہ مولانا طاہر رحیمی نے اپنے اقتباس میں کیاہے۔ منہجِ افتراضی سے مراد مستشرقین کی تحقیق کا وہ منہج ہے جس میں تحقیق سے قبل چند مفروضے اور نتائج ذہن میں رکھ لیے جاتے ہیں پھر دورانِ تحقیق انھی مفروضوں اور نتائج کو سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، عام طور پر اس منہج کا استعمال قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کی ترتیب کے حوالے سے کیا جاتاہے۔ مستشرقین اس حوالے سے عقل اور تاریخ پر اعتماد کرتے ہیں اور آیات کی ترتیب میں جو بات عقل کے خلاف معلوم ہو تو شبہات کے انبار لگادیتے ہیں، حالانکہ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب کا معاملہ تو توقیفی ہے۔اور یہی کام تمنا عمادی(م1972ء) نے حجیتِ قراءات کے حوالے سے سرانجام دیاہے۔

[14] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 85۔

2۔ تمنا عمادی سے دوسرا تسامح یہ ہوا کہ رجالِ قراءات میں سے کسی قاری یا راوی کو جب کسی محدث نے "ضعیف فی الحدیث" کہ دیا تو انھوں نے اسے قراءات میں بھی ضعیف قرار دیا، جو سراسر نادانی اور بے انصافی ہے کسی ایک فن میں کمال حاصل نہ ہونے سے دوسرے فن کا عدمِ کمال قطعاً لازم نہیں آتا، جیسا کہ کوئی مقری صاحبِ فن کسی محدث کو ضعیف فی القراءۃ کہ دے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ محدث حدیث میں بھی ناقص و غیر ماہر ہے۔[15]

3۔ تمنا عمادی نے اقوالِ شاذہ اور روافض کے اقوال کی بنیاد پر رجالِ قراءات کو رافضی قرار دے کر حجیتِ قراءات کا انکار کیا ہے، حالانکہ روافض قراءات مختلفہ کو تحریفات قرار دیتے ہیں، جس سے وہ تحریفِ قرآن پر استدلال کرتے ہیں۔ مولانا طاہر رحیمی فرماتے ہیں کہ آنجناب نے بھی قراءات کو تحریفات قرار دیا ہے، تو پھر روافض کا دعوی "قرآن محرف ہے" (معاذاللہ) صحیح تسلیم کرنا پڑے گا؟[16]

4۔ تمنا عمادی سے ایک خطا یہ ہوئی کہ انھوں نے تحریکِ قراءات کو اہل کوفہ کے ملاحدہ اور ان کے موالیٔ اعجام کی سازش قرار دیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مولی ہونا تو قابل فخر چیز ہے، خود جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے متبنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مولیٰ بنایا تھا۔ قراءات تو سب کی سب معجزہ ہیں، موالی تو کجا بڑے بڑے احرارِ خالص فصحاے عرب بھی قرآن کا مثل بنا کر پیش نہ کرسکے اور آپ کہ رہے ہیں کہ موالیٔ اعجام نے اپنے پاس سے معجزہ نما قراءات گھڑ لی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ کیا اس طرح قرآنی اعجاز بحال رہ جائے گا؟ کیا اہلِ اسلام یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ آج تک کوئی بھی قرآن کا مثل بنا کر پیش نہیں کرسکا؟[17]

5۔ تمنا عمادی سے ایک غلطی یہ بھی ہوئی کہ انھوں نے قراءاتِ متواترہ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ حالانکہ قراءات میں حرکات وسکنات، حروف وکلمات کی تبدیلی تو بعد کی بات ہے، آج تک اختلافِ قراءات سے متعلق ادائی چیزوں کی منقولہ آوازیں بھی محفوظ ہیں۔ امالہ کس طرح ہوتا ہے؟ اس کی آواز کیا ہے؟ باریک حرف کی باریکی کی آواز کیسی ہوتی ہے؟ اظہار کی آواز کیا ہے؟ غنہ کی صوتِ منقول کیا ہے؟ وغیرہ۔ آج کوئی ان آوازوں میں کسی قسم کی تبدیلی اور تحریف کرکے نہیں دکھا سکتا تو کیا ازمنۂ متقدمہ سالفہ اس پُر فتن دور سے بھی گئے گزرے ہوگئے تھے، کہ ان ادوارِ مبارکہ میں آوازیں تو کجا حرکات وسکنات، حروف وکلمات تک میں بھی تبدیلی ہوگئی اور تمام علما، قرا، افاضل، اکابر اور ائمۂ مجتہدین حضرات تماشا دیکھتے رہ گئے؟[18]

---

15 قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 87۔

16 قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 87۔

17 قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 87۔

18 قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 89۔

6۔ تمنا عمادی سے ایک اور تسامح یہ ہوا کہ انہوں نے سبعہ احرف والی متواتر اور قطعی الثبوت حدیث کو معاذاللہ موضوع بتایا ہے۔ قاری طاہر رحیمی اس حوالے سے تمنا عمادی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: معلوم نہیں آپ نے موضوعات کی کون سی کتاب میں یہ بات ملاحظہ کی ہے ؟ واقعی چیز کو غیر واقعی بنادینا، دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ کسی حوالے سے تو اس حدیث کی موضوعیت یا کم از کم اس کا ضعف ہی آپ نے ثابت کرنا تھا تاکہ آپ کے مطالعہ کی وسعت کی داد دی جاسکتی، مگر یہ تا قیامِ قیامت ناممکن ہے۔[19]

"دفاعِ قراءات" میں قاری طاہر رحیمی کا منہج واسلوب

"دفاع قراءات" ادارہ کتب طاہر یہ محلّہ مغل آباد ملتان پاکستان سے 914 صفحات میں شائع ہوئی ہے جس کے مصنف قاری المقری ابو عبدالقادر محمد طاہر رحیمی ہیں۔ یہ کتاب کل چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں اختلاف قراءات پر نقاط واعراب کے حوالے سے شکوک وشبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے، باب دوم میں قراءاتِ سبعہ متواترہ کے سماعی اور توقیفی ہونے نیز قراءاتِ متواترہ کے مقابلہ میں روافض وملاحدۂ کوفہ کی جعلی اور من گھڑت رافضیانہ قراءتوں کی سازش کو دلائل کے ساتھ بے نقاب کیا گیا ہے۔ باب سوم میں حدیث سبعہ احرف کا متواتر و قطعی الثبوت ہونا دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جب کہ باب چہارم میں قراء سبعہ پر ہونے والی جرح وقدح کو غیر واقعی، غیر حقیقی ثابت کرتے ہوئے ان کی تعدیل کو ثابت کیا گیا ہے، اور ان کی عدالت کا دفاع ٹھوس دلائل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قاری طاہر رحیمی کا اپنی پوری کتاب میں یہ اسلوب رہا ہے کہ سب سے پہلے تمنا عمادی کی طرف سے کیے گئے اعتراض کا تذکرہ "الشبہہ" کے جلی عنوان سے کرتے ہیں۔ تمنا عمادی کے اعتراض کو ذکر کرتے وقت موصوف کا نام نہیں لیتے بلکہ ہر جگہ "ناقد" کا لفظ استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ دورانِ جواب بھی موصوف کو مخاطب کرنا ہو تو اس وقت بھی "ناقد" کے لفظ کے ساتھ ہی ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ناقد (تمنا عمادی) کی طرف سے کیے گئے اعتراض کو بعینہٖ اس کے الفاظ کے ساتھ ہی ذکر کرتے ہیں اور پھر ناقد کی کتاب کے صفحہ کا حوالہ بھی دیتے ہیں، پوری کتاب میں ان کا طریقِ کار یہی رہا ہے۔ لیکن حوالہ دیتے وقت ناقد کی کتاب کے نام کا تذکرہ نہیں کرتے، صرف صفحہ کے حوالہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ مقالہ نگار کی رائے کے مطابق حوالہ جات میں ناقد اور اس کی کتاب کے نام کا تذکرہ کردیا جاتا تو قاری کے لیے زیادہ سہولت ہوتی اس لیے کہ جس شخص کو اس کتاب کے سیاق وسباق کا علم نہ ہو تو اسے کتاب کے مطالعہ کرتے وقت یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ ناقد سے کون شخص مراد ہے؟ جب کہ ناقد کا لفظ بار بار استعمال کیا جاتا ہے، الّا یہ کہ وہ اس کتاب کے مقدمہ کو بھی پڑھ لے۔ ناقد کے اعتراض کا جواب "جواب" کے عنوان سے دیتے ہیں، پھر چونکہ ہر اعتراض کے کئی کئی جوابات دیے گئے ہیں اس لیے جواب دیتے وقت "پہلا جواب، دوسرا جواب" وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رہے کہ

---

[19] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 89۔

قاری طاہر رحیمی کا طرزِ تحریر بالعموم بہت زیادہ مشکل ہے کہ ان کی اردو میں عربیت کا غلبہ نمایاں نظر آتا ہے ، بہت سارے مقامات پر عربی زبان کے اصطلاحی الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کا سمجھنا عام اردوداں طبقے کے لیے تو کجا عربی زبان جاننے والے کے لیے بھی مشکل نظر آتا ہے۔ اسی طرح حوالہ دینے کا انداز بھی متقدمین والا ہے کہ عبارت کے اختتام پر ہی حوالہ درج کر دیتے ہیں ، پھر خاص طور پر جب تمنا عمادی کے اعتراض کو نقل کرتے ہیں تو صرف صفحہ نمبر درج کرتے ہیں، کتاب اور مصنف کا نام نہیں لکھتے ،اس کے علاوہ جواب میں جب کوئی عبارت مذکور ہوتی ہے تو پھر اس کتاب کا نام اور صفحہ نمبر بھی درج کرتے ہیں اس میں بھی مصنفِ کتاب اور کتاب کا پورا نام ذکر کرنے کی بجائے محض کتاب کے مشہور نام کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ "دفاعِ قراءات" درحقیقت تمنا عمادی کی " اعجاز القرآن واختلافِ قراءات " پوری کتاب کا جواب نہیں ہے بلکہ اس کے چوتھے باب کا جواب ہے، جو قراءات کی حجیت کے حوالے سے قائم کیا گیا ہے۔ قاری طاہر رحیمی نے اپنے کتاب کو کل چار ابواب پر تقسیم کیا ہےان چاروں ابواب میں تقریباً اڑتالیس کے قریب شبہات کے مدلل اور انتہائی مفصل جواب عنایت فرمائے ہیں۔ تمنا عمادی کے قراءات پر اٹھائے جانے والے شبہات کا تجزیہ کیا جائے تو ان کا خلاصہ چار اقسام میں منقسم کیا جاسکتا ہے:

1۔ قراءات میں اختلاف کا ایک سبب قرآن کریم کا نقاط اور اعراب سے خالی ہونا تھا۔

2۔ موجودہ قراءات سماعی اور توقیفی نہیں ہیں بلکہ کوفہ کے روافض اور ملاحدہ کی سازش کا نتیجہ ہیں۔

3۔ کتب احادیث میں پائی جانے والی حدیث سبعۃ احرف موضوع روایت ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

4۔ قراء سبعہ اور ان کے رواۃ میں سے اکثر حضرات عجمی النسل اور کسی کے آزاد کردہ غلام ہیں، تو یہ کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتے ہیں؟ مزید برآں حضرت امام نافع کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مدینہ میں کوفیوں کے ایجنٹ تھے۔

مولانا طاہر رحیمی نے موخرالذکر اعتراضات کے بہت مدلل جواب ذکر کیے ہیں یہاں تک کہ کتاب کے مقدمہ میں تمام قراء سبعہ کے مختصراً پہلے عربی میں حالات ذکر کیے ہیں اور بعد میں اردو میں ذکر کیے ہیں،اور ان قراء کے حالات پر کی جانے والی تنقید کا بھرپور جواب دیا ہے ۔ذیل میں نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے مولانا طاہر رحیمی کی تحقیقی نگارشات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

الشبہہ: آیا اختلافِ قراءات اعراب اور نقطے نہ ہونے سے پیدا ہوا ہے؟ اور کیا اختلافِ قراءات کا منشاو باعث اور اس کے پیدا ہونے کا سبب مصاحف کا غیر منقوط، غیر معرب ہونا ہے؟

مولانا طاہر رحیمی نے اس حوالے سے تمنا عمادی کے اعتراض کو ذکر کیا ہے اور ان کی کتاب کی مکمل عبارت ذکر کی ہے، پھر اس اشکال کے اولاً دو جواب بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں اور آخر میں اس بحث کا تتمہ ذکر کیا ہے، جو چار اقسام پر مشتمل ہے، قسم اول میں یہ واضح کیا ہے کہ اختلافِ قراءات کا سبب مصاحف میں عدمِ نقاط وعدمِ اعراب نہیں۔ پھر اس پر کل پانچ دلیلیں ذکر کی ہیں۔ قسم دوم میں یہ بتایا ہے کہ اختلافِ قراءات کا اصل سبب احرفِ سبعہ منزلہ ہیں۔اس بحث

میں کل آٹھ دلائل ذکر کیے ہیں۔ قسم سوم میں اس بات کی توضیح مذکور ہے کہ احرفِ سبعہ توقیفی وسماعی ہیں اور سبعہ احرف کی اجازت کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ان کے پڑھنے میں رائے اور اجتہاد کا دخل ہے، بلکہ اس بارے میں بھی توقیف وسماع پر مدار تھا۔اس پر پندرہ دلائل پیش کیے ہیں، پھر اس رائے پر ایک مضبوط قسم کا اشکال کرکے اس کے سات جواب پیش کیے ہیں۔ قسم چہارم میں بتایا ہے کہ قراءات کا اختلاف تو نقل وروایت سے ثابت ہے، مگر مصاحف پر نقطے اور اعراب بغرضِ شمول وعموم نہیں لگائے گئے تھے تاکہ اس ایک ہی رسم میں سب قراءتیں سما سکیں، نہ کہ خود قراتیں ہی اس بے نقاط اور بے اعراب عبارت ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔اس حقیقتِ واقعیہ پر گیارہ دلیلیں قائم کرکے اس سوال کا جواب مکمل کیا ہے۔اب اس اشکال وجواب کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض

مولانا طاہر رحیمی تمنا عمادی کے اشکال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ناقد نے مودودی کے کلام کا ماحصل یہ بتایا ہے کہ "اختلافِ قراءت قرآنوں میں نقطے اور اعراب نہ ہونے سے پیدا ہوا ہے کہ بے نقطہ وبے اعراب عبارت کو کسی نے کسی طرح پڑھ دیا کسی نے کسی طرح"[20] ناقد مزید لکھتا ہے: کہ اصل میں کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بے نقطوں کے قرآن لکھنا شروع کیا اور مشہور کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قرآن میں نقطے نہ دیا کرو جس کی وجہ سے کوفہ بصرہ وغیرہ میں غیر منقوط قرآن مروج ہوگیا۔لوگوں کو اس کا موقع مل گیا کہ یعملون کو تعملون پڑھیں۔اس خرابی کو محسوس کرکے بصرہ والوں میں سے سب سے پہلے یحیٰی بن یعمر نے اپنے مصحف پر نقطے لگائے پھر ان کے سمجھانے سے دوسروں نے بھی ایسا کیا۔ یہ سمجھنا کہ یحیٰی بن یعمر بھی عربی رسم خط میں حروف پر نقطے لگانے کے موجد تھے غلط ہے"[21]

جواب

مولانا طاہر رحیمی نے اس اشکال کے اولا دو جواب مفصلا لکھے ہیں آخر میں تتمہ بحث کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے، جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں۔ان کے جواب کے کچھ نمونے درج کیے جاتے ہیں:

1۔ ایسا ہرگز نہیں نقطے اور اعراب نہ ہونے کے سبب سے اختلاف قراءت پیدا ہوا ہو، بلکہ اس کے برعکس "اختلافِ قراءت" کی رعایت کے سبب عثمانی مصاحف کو غیر منقوط وغیر معرب رکھا گیا ہے کہ ان میں نقطے اور اعراب نہ لگائے گئے تاکہ مختلف قراءات جو نقل وروایت سے ثابت ہیں ان سب کی رعایت ہو جائے۔بعض مغربیت زدہ لوگ اور مستشرقین کی ایک بڑی جماعت نولڈیکے، گولڈزیہر اور آرتھر جیفری وغیرہ نے لکھا ہے کہ قراءتوں کا اختلاف درحقیقت

---

[20] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات (کراچی: الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ، ناظم آباد، س ن)، 646۔

[21] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، 684۔

سماعی نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو نسخے تیار کرائے تھے ان پر نقطے اور حرکات نہیں تھے اس لیے اسے مختلف طریقوں سے پڑھا جاسکتا تھا چنانچہ جس شخص نے جس طرح چاہا اپنے اجتہاد سے پڑھ لیا اور وہ اس کی قراءت بن گئی [22] واقعہ یہ ہے کہ مصاحفِ عثمانی کا نقطوں اور حرکات سے خالی ہونا قراءتوں کے وجود میں آنے کا سبب نہیں بنا بلکہ ان مصاحف عثمانی کو نقطوں اور حرکات سے جان بوجھ کر اسی لیے خالی رکھا گیا تھا کہ قرآن کریم کی جتنی قراءتیں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں وہ سب اس رسم الخط میں سما سکیں۔

قرآن کریم کی قراءت کی قبولیت کی شرائط

بلکہ ہر دور قرآن کریم کی کسی قراءت کو قبول کرنے کے لیے تین شرائط لازمی قرار دی گئی تھیں۔ایک یہ کہ مصاحفِ عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔دوسرے یہ کہ وہ عربی زبان کے قواعد کے مطابق ہو اور تیسرے یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔ [23] لہذا کوئی قراءت اس وقت تک صحیح تسلیم نہیں کی گئی جب تک صحیح سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں مل گیا، اگر قراءتوں کے وجود میں آنے کا سبب محض عثمانی رسم الخط ہوتا تو ہر اس قراءت کو درست مان لیا جاتا جو رسم الخط میں سما جاتی اور اسے قبول کرنے کے لیے یہ تیسری شرط عائد نہ کی جاتی۔

تتمہ کی قسم اول: اختلاف قراءت کا سبب مصاحف میں عدم نقاط و عدم اعراب نہیں

مذکورہ موضوع پر مولانا نے پانچ دلیلیں قائم کی ہیں جن میں سے ایک دلیل درج کی جاتی ہیں۔

دلیل: لایلف میں " یا" رسم میں ثابت ہے جب کہ اِلفھم میں " یا" رسم سے محذوف ہے اگر اختلافِ قراءت کا سبب عدم نقاط و عدمِ اعراب ہوتا تو ابن عامر اس رسم کی پیروی میں اِلفھم کو حذفِ یا سے پڑھتے حالانکہ انھوں نے اس کی بجائے موضع اول لایلف کو خلافِ رسم حذفِ یا سے پڑھا ہے۔ معلوم ہوا کہ قراءت کا دار و مدار نقل و روایت پر ہے نہ کہ قرآنی کلمات کی رسم و ہیکل پر۔ [24]

تتمہ کی قسمِ دوم: احرف سبعہ منزلہ کا منشا و باعث اختلافِ قراءت ہونے پر چند دلائل

مولانا طاہر رحیمی نے اس عنوان کے ضمن میں کل آٹھ دلیلیں ذکر کی ہیں، جن میں سے ایک ذکر کی جاتی ہے: مکی بن طالب اپنی کتاب الابانہ میں لکھتے ہیں: **ان هذه القراءات كلها التى يقرابها الناس اليوم وصحت روايتها عن**

---

[22] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات ، 161، 162۔

[23] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 163۔

[24] طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 166۔

الائمة انما هی جزء من الاحرف السبعة التی نزل بها القرآن[25] " یہ سب قراءتیں جنھیں آج لوگ پڑھ رہے ہیں اور ائمہ سے صحیح طور پر ان کی روایت آئی ہے، یہ ان احرف سبعہ کا صرف ایک حصہ ہیں جن کے موافق قرآن نازل ہوا ہے۔"

تتمہ قسم سوم: احرفِ سبعہ توقیفی اور سماعی ہیں، سبعہ احرف کی اجازت کا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا کہ ان کے پڑھنے میں رائے اور اجتہاد کا دخل ہے، بلکہ اس بارے میں بھی توقیف اور سماع پر مدار تھا۔

قاری طاہر رحیمی نے مذکورہ عنوان پر پندرہ دلیلیں دی ہیں جن میں سے ایک یہاں ذکر کی جاتی ہے: حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں: **ان الاباحة المذکورة لم تقع بالتشهی ای ان کل احد یغیر الکلمة بمرادفها فی لغته بل المراعی فی ذلک السماع من النبی ﷺ ویشر الی ذلک قول کل من عمر وهشام اقرانی النبی ﷺ**[26]" احرفِ سبعہ کی حدیث میں اباحتِ مذکورہ نفسانی خواہش کے لحاظ سے واقع نہیں ہوئی کہ ہر شخص اپنے لغت کے موافق کسی لفظ کو اس کے ہم معنی دوسرے لفظ میں تبدیل کر دینے کا مجاز ہو، بلکہ اس بارے میں نبی ﷺ سے سماع ملحوظ تھا۔ حضرت عمر فاروق اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہما دونوں میں سے ہر ایک کا یہ قول "کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ایسا ہی پڑھایا ہے" اسی جانب مشیر ہے۔[27]

تتمہ کی قسم چہارم: قراءات کا اختلاف تو نقل و روایت سے ثابت ہے مگر مصاحف میں نقطے اور اعراب بغرض شمول و عموم نہیں لگائے تھے تاکہ اس ایک ہی رسم میں سب قراءتیں سما سکیں۔

اس عنوان کے تحت گیارہ دلائل دیے گئے ہیں جن میں سے ایک ملاحظہ فرمائیں:

امام کسائی (م189ھ) کے زمانہ تک اعراب کی موجودہ شکل مقرر نہ ہوئی تھی، بلکہ اس وقت تک نقطوں ہی کے ذریعے حرکات ضبط کرتے تھے، چنانچہ علامہ ذہبی فرماتے ہیں: **وقال خلف بن ہشام کنت احضر بین یدی الکسائی وهو یقرا علی الناس وینقطون مصاحفهم بقراءته علیهم قلت لم یکن ظهر للناس الشکل بعد انما کانوا یعربون بالنقط**[28] " خلف ابن ہشام کہتے ہیں میں کسائی کی مجلس میں ان کے سامنے حاضر رہتا موصوف لوگوں کے سامنے تلاوت کرتے اور وہ اس تلاوت کی روشنی میں اپنے قرآنوں پر نقطے لگاتے تھے، میں (ذہبی) کہتا ہوں اس وقت تک لوگوں

---

[25] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 168۔

[26] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 172۔

[27] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 173۔

[28] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 183۔

کے لیے موجود اعرابی شکل ظاہر نہ ہوئی تھی بلکہ وہ نقطوں کے ذریعے ہی اعراب لگایا کرتے تھے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ قراءات توقیفی وسماعی ہیں۔

الشبہہ: اختلافِ قراءات کوفہ کی ٹکسال کی گھڑت ہے، ملاحدہ کوفہ نے مراکز میں اپنے ایجنٹ مقرر کردیے تھے اور وہ خود ساختہ اختلافِ قراءات کو خود ساختہ اسناد کے ساتھ مرکز میں بھیج دیتے تھے۔

قاری طاہر رحیمی ناقد کے اعتراض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ناقد لکھتا ہے: واقعہ یہ ہے کہ سارے اختلافِ قراءات کوفے کی ٹکسال میں گھڑے جاتے تھے اور پھر اپنے مراکز ان ملاحدہ کوفیوں نے بنا رکھے تھے اور ہر مرکز میں اپنے ایجنٹ مقرر کردیے تھے پوری طرح سوچ بچار کرکہ کس اختلاف کو کس طرف منسوب کیا جائے اور اس کے لیے کون کون سلاسل سے اسناد جوڑے جائیں جب آپس میں بات طے کرلیتے تھے تو اس کے مطابق ان خود ساختہ اختلافات قراءت کو خود ساختہ اسناد کے ساتھ مراکز میں بھیج دیتے تھے۔[29]

جواب

قاری صاحب نے اس اعتراض کے اولا تین جواب ذکر کیے ہیں پھر قراءات کے توقیفی وسماعی ہونے پر چھ زبردست دلیلیں دی ہیں۔ ذیل میں ان کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ اعلام الموقعین میں علامہ ابن قیم (م751ھ) فرماتے ہیں" مسروق کا قول ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کو سونگھا میں نے محسوس کیا کہ ان سب حضرات کا علم حضرت عمر، حضرت علی، حضرعبداللہ بن مسعود، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنھم اجمعین ان چھے صحابہ میں سمٹ آیا ہے پھر میں نے ان چھ حضرات کو سونگھا تو ان کا علم حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں سمٹا ہوا پایا۔ مدینہ منورہ کے بعد خیر القرون میں کوفہ بہت بڑا علمی مرکز تھا۔ کوفہ میں جس اختلاف قراءت کا ناقد نے ذکر کیا ہے اس سے تو وہ خود ہی بخوبی واقف ہوں گے البتہ جو اختلافِ قراءات مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ پر بواسطہ حبرئیل امین کی جانب سے بوحی نازل ہوا اور پھر آگے سلسلہ وار بتواتر آج تک امت کے پاس محفوظ ہے اس کا مرکز مہبطِ وحی مدینہ منورہ تھا۔[30]

قراءات کے سماعی اور توقیفی ہونے اور خود ساختہ نہ ہونے پر چھ زبردست دلیلیں

---

[29] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص655،654۔

[30] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 191۔

تمنا عمادی کے مذکورہ سوال کے جواب کے ضمن میں مولانا طاہر رحیمی نے قراءات کے سماعی اور توقیفی ہونے پر چھ دلیلیں قائم کی ہیں، پھر ہر دلیل کے ضمن میں مثالوں کے ساتھ بات کو مزید پختہ کیا گیا ہے۔ذیل میں ان کی چھے دلیلوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

پہلی دلیل: اعجازِ قرآنی

اس دلیل کے ضمن میں سات مثالیں دی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے: ایک ہی مضمون و مقصد کو مختلف پیراوں میں بیان کرنا علمِ فصاحت و بلاغت اور علمِ بیان کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔قرآن کریم جو افصح الکلام ہے ایسی خوبیوں سے قطعاً خالی نہیں ہو سکتا، جس آیت میں مختلف قراءات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے وہ ہر قراءت کے اعتبار سے وہ آیت معجزانہ شان رکھتی ہے کہ کوئی اس کا مثل نہیں پیش کر سکتا۔مثلاً بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ[31] کے معنی ہیں بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور بِمَا كَانُوا يُكَذِّبُونَ کے معنی ہیں بسبب اس کے وہ جھٹلاتے تھے۔اور منافقین میں یہ دونوں ہی صفات پائی جاتی تھیں کیونکہ وہ ایمان کے دعوے میں جھوٹے بھی تھے اور نبی ﷺ کو جھٹلاتے بھی تھے۔اسی طرح اس کی ایک مثال وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ[32] کے معنی یہ ہیں کہ حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جب کہ خون کی بندش کے ذریعے نفسِ طہر ان کو حاصل ہو جائے، یہ ان کے بارے میں ہے جن کا خون پورے دس دن پر بند ہوا ہو اور دوسری قراءت حَتَّى يَطَّهَّرْنَ کے معنی یہ ہیں کہ حیض والی عورتوں سے صحبت اس وقت جائز ہے جب کہ وہ خوب پاک صاف ہو جائیں یعنی خون کی بندش کے بعد غسل بھی کر لیں کیونکہ تخفیف کے مقابلہ میں تشدید میں زیادتی ہے، جو معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔۔۔ایسا قرآنی اعجاز کیا محض ایجاد اور کسی مخلوق کے اختراع سے بھی حاصل ہو سکتا ہے؟[33]

دوسری دلیل: قراءات کی توقیفیت و منقولیت، اور ان میں قیاس واجتہاد واختراع کے قطعی غیر معتبر ہونے متعلق داخلی شہادت

مولانا طاہر رحیمی نے اس حوالے سے کل پندرہ شہادتیں قائم کی ہیں ذیل میں ان میں سے چند ایک ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ابن عامر کی قراءت بروایت ہشام میں صرف 33 مخصوص موقعوں میں ابراہیم کی جگہ ابراہام ہے نہ کہ پورے قرآن مجید میں جس کی وجہ سوائے نقل وروایت کے کچھ نہیں۔[34]

---

[31] البقرۃ:10

[32] البقرۃ:222۔

[33] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، ص198۔

[34] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، ص201۔

2۔ابو جعفر کے لیے صرف سورۃ الانبیاء میں لایحزن ہے یا کے ضمہ اور زا کے کسرہ سے۔اس کے علاوہ پورے قرآن میں ہر جگہ یحزن ہے یا کے فتحہ اور زا کے ضمہ سے ۔لیکن نافع کے لیے اس کے بالکل برعکس ہر جگہ یحزن ہے صرف سورۃ الانبیاء میں یحزن ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر قاری وامام نے وہی کچھ پڑھا پڑھایا ہے جو اسے صحیح نقل کے ذریعہ اپنے شیوخ سے بسند متصل الی الحضرۃ النبویہ ﷺ پہنچا ہے۔[35]

تیسری دلیل: تواتر

کسی چیز میں تواتر کے ثابت ہو جانے کے بعد اس متواتر چیز کے رجالِ سند سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ مستشرقین نے قرآن کی قراءاتِ مختلفہ اور سبعہ احرف ولغات کو تحریفِ قرآن ثابت کرنے کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے-حالانکہ یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ تحریف اس کا نام ہے کہ کسی شاہی دستاویز وکلام میں اصل متکلم اور دستاویز مرتب کرنے والے کے علاوہ کوئی اور شخص الفاظ میں ردوبدل کرکے کچھ گھٹا بڑھادے اور متکلم کے کلام کو بدل ڈالے، لیکن اگر خود بادشاہ اپنی دستاویز کے الفاظ میں بے شمار محاسن ومصالح کے اظہار کے ماتحت ردوبدل اور کوئی تبدیلی کردے، تو اس کو کوئی عقل مند تحریف نہیں کہہ سکتا۔قرآن پاک کی قراءات کی دو قسمیں ہیں: متواتر وغیر متواتر۔پس قراءات غیر متواترہ قرآن نہیں ہیں کیونکہ ائمہ اصول متفق ہیں کہ قرآنیت کے لیے تواتر شرط ہے اور قراءۃ متواترۃ قرآن ہے اس سے تحریف ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ تحریف اس کا نام ہے کہ غیرِ قرآن کو قرآن میں داخل کر دیا جائے، یا قرآن کے کسی جزو کو قرآن سے خارج کر دیا جائے۔اور اختلاف قراءات میں دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہیں پائی جاتی۔[36]

چوتھی دلیل: صحت واتصال سند۔یعنی مروجہ تمام قراءات صحیح ومتصل سند کے ذریعہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔

اس حوالے سے مختلف علما کے اقوال کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مروجہ تمام قراءات کی سند متصل ہے چنانچہ علامہ عبد العظیم زرقانی نے مناہل العرفان میں ان مشہور سات قرا صحابہ کے نام ذکر کیے ہیں، جن تک قراءِ سبعہ کی سندِ قراءات پہنچتی ہے۔ان صحابہ نے حضور علیہ السلام سے قراءات حاصل کی اور پھر وہ بالذات یا بالواسطہ بعد کے زمانہ کے قرا کے شیوخ واساتذہ بنے، جن کی قراءات بلادِ اسلامیہ میں پھیلیں اور آج تک ان کا سلسلۂ قراءات چل رہا ہے، وہ سات صحابہ یہ ہیں: حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو الدرداء، حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین۔[37]

پانچویں دلیل: قراءات کے سماعی ہونے پر خارجی قرائن وشواہد

---

[35] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، ص201۔

[36] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 209۔

[37] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 215۔

اس عنوان کے تحت مولانا طاہر رحیمی نے دس شہادتیں پیش کی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے: علامہ محقق ابن الجزری فرماتے ہیں کہ: **وکل ما صح عن النبی ﷺ من ذلک فقد وجب قبولہ ولم یسع احدا من الامۃ ردہ ولزم الایمان بہ وان کلہ منزل من عند اللہ اذ کل قراءۃ منہا مع الاخری بمنزلۃ الآیۃ مع الآیۃ یجب الایمان بہا کلہا**[38] "ان قراءات میں سے ہر وہ قراءت جو نبی کریم ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے اس کا قبول کرنا واجب ہے اور امت میں سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ اس کو رد کردے اور اس کی قرآنیت و صحت پر ایمان لانا واجب ہے اور اس پر بھی کہ ایسی ہر قراءت یقینا من جانب اللہ نازل شدہ ہے، کیونکہ ہر صحیح قراءت کا دوسرے کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ہے۔ پس ہر آیت کی طرح ہر قراءت پر ایمان لانا بھی ضروری ولازمی ہے۔" اسی طرح علامہ ابو عمرو دانی جامع البیان میں احرف سبعہ کے متعلق اپنا مذہب اور ان کی وجوہ اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بلاشبہ قراءِ سبعہ اور ان کے ہم پلہ دوسرے ائمہ کی ان جملہ قراءات کی پیروی واجب ہے، جو ان سے صحیح طور پر ثابت ہوئی ہیں اور جن میں شذوذ نہیں ہے۔[39]

---

[38] طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 219۔

[39] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، ص219۔

چھٹی دلیل: اجماعِ امت

دورِ نبوی سے لے کر آج تک ہر زمانے میں قراءاتِ سبعہ پر پوری امت کا اجماع رہا ہے۔ ہر دور میں ائمۂ قراءت، اختلافِ قراءات کی حفاظت پر کمر بستہ رہے اور کسی بددین کو ان قراءات میں ردوبدل کرنے کا یا انھیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا موقع ہاتھ نہیں آنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ پوری امت کو کسی غلط بات پر متفق نہیں فرماسکتے۔ ازمنہ سابقہ کے مقابلہ میں زمانۂ حال شرور و فتن، کثرتِ جہل، قلّتِ علم، فتنہ وفساد، طعنِ اکابر و متقدمین، اعجاب و خود رائی اور کبر و تعلی کا زمانہ ہے، ایسے گئے گزرے دور میں بھی یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان قراءاتِ سبعہ کے کسی ایک اختلاف کو مٹا دے یا ان اختلافات میں اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کردے۔۔۔ اگر اختلافِ قراءت کو حاشا وکلا عجمی غلاموں کی سازش قرار دیں تو دس صدیوں سے زائد عرصہ تک اربوں کھربوں خواص وعوام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، فقہاء اور فضلاء اس سے کسی طرح بے خبر رہے؟ ہر صدی کے مجددین بھی اس کا پتہ نہ لگا سکے؟ تو کیوں نہ ایسا کرلیں آج کے اس ناقد مبتدع کو ہی غلط اور خارج عن الحق قرار دے دیں۔[40] مولانا طاہر رحیمی نے اس موضوع پر تین علماء کے اقوال پیش کیے ہیں۔ مثلاً علامہ بغوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں نے ان قراء سبعہ اور ابو جعفر ویعقوب کی قراءت اس لیے بیان کی ہیں کہ ان کی تلاوت کے جائز ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔[41] تمنا عمادی نے حدیث مشہور سبعۃ احرف کو موضوع قرار دیا ہے۔ قاری طاہر رحیمی نے ان کے اعتراض کو نقل کرکے تفصیلا جواب دیا ہے۔ ذیل میں ان کے اس اعتراض اور قاری صاحب کے جوابات کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

الشبہہ: ناقد لکھتا ہے: سب سے پہلے انزل القرآن علی سبعۃ احرف قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے، یہ حدیث گھڑی جاچکی تھی اور اس کی اشاعت بھی پوری طرح کی جاچکی تھی، لیکن یہ سب بہت بعد کو کم و بیش تیسری صدی میں ہوا اس سے پہلے اختلافِ قراءت کا مطلق وجود ہی نہ تھا، صرف سازشی مصنفین اپنی کتابوں میں کہیں کہیں بعض اختلافات کا ذکر کرجاتے تھے، مگر سبعۃ احرف والی حدیث کا پرچار البتہ پہلی صدی کے اواخر یا دوسری صدی کے آغاز سے شروع ہو گیا تھا۔[42]

جواب: مولانا قاری طاہر رحیمی نے اس اعتراض کے اولاً چودہ الزامی جواب دیے ہیں، پھر چار جواب تفصیلا دیے ہیں جو متعدد دلائل پر مبنی ہیں ذیل میں ان کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

---

[40] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 224۔

[41] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 225۔

[42] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، 655۔

الزامی جواب

جس مجلس میں سبعہ احرف والی وضعی حدیث بنی، اس میٹنگ تک متّصل سند آپ نے بیان نہیں کی تاکہ اس سند کے راویوں کی بابت کلام کی جاسکے۔ آپ کے بقول دوسری صدی سے چودھویں صدی تک کی تیرہ صدیوں میں تمام تابعین، تبع تابعین، مجددین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، ائمہ دین کو حدیثِ سبعہ احرف کی موضوعیت کے متعلق علم نہ ہوسکا تو ایسی صورتِ حال میں علم حدیث پر کیا اعتماد رہ جاتا ہے؟[43]

دوسرا جواب: حدیثِ سبعہ احرف کے صحیح ومتواتر اور غیر موضوع ہونے پر عقلی دلائل

مولانا طاہر رحیمی نے حدیث سبعہ احرف کے صحیح اور متواتر ہونے پر نو دلائل ذکر کیے ہیں، جن میں سے چند ایک کے نمونے درج کیے جاتے ہیں:

1۔ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ[44] والی آیت میں قرآن کا مثل پیش کرنے کا چیلنج ہر لغت والے کو تھا اگر سبعہ احرف کی حدیث غلط ہو تو دوسری لغات والے لوگ کہہ سکتے تھے کہ ہماری لغات میں قرآن ہوتا تو ہم اس کی مثل پیش کردیتے اور یہ اس آیت کے مفہوم ومصداق کی صریح تردید وخلاف ورزی ہوگی۔ اس لیے اس حدیث کو تواتر سے قطع نظر بھی صحیح ہی تسلیم کرنا پڑے گا۔[45]

2۔ اگر سبعہ احرف کی وجہ سے کل عرب کو تلفظِ قرآن کی آسانی حاصل نہ ہوتی تو کل عرب، قرآن کو حفظ کرتے نہ اس کو سیکھتے نہ دعوتِ اسلامیہ خاطر خواہ عمومی طریقہ کار پر کامیابی سے ہمکنار ہوسکتی۔[46]

تیسرا جواب: حدیث سبعہ احرف کی صحت وعدم وضعیت پر تجرباتی ومشاہداتی دلیل

آج کے اس پر آشوب اور پر فتن دور میں کوئی شخص جعلی حدیث، کتب احادیث میں داخل کردیتا ہے، تو اس کے خلاف کس قدر ہنگامہ کھڑا ہوجائے گا اور ہر طرف سے آواز آئے گی کہ کس کذاب شخص نے یہ حدیث گھڑ کے حدیث کی کتابوں میں داخل کردی ہے؟ اگر آج کے پر فتن دور میں کسی بددین کی یہ حرکت نہیں چل سکتی اور اس کی تحریف ووضعیت رواج نہیں پکڑ سکتی تو پہلے ازمنہ وادوارِ مبارکہ میں بطریق اولیٰ ایسی بددینی و تحریف کے عدم رواج کا قول کرنا پڑے گا۔

---

[43] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 241۔

[44] سورۃ الاسراء: 88

[45] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 245۔

[46] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 245۔

ایسی صورت حال میں ناقد کس بل بوتے پر اتنی بڑی بات کہہ رہا ہے کہ معاذ اللہ ازمنۂ متقدمہ میں حدیثِ سبعہ احرف گھڑلی گئی اور کسی محدث کو بھی اس کی موضوعیت کا علم نہ ہو سکا؟[47]

چوتھا جواب: سبعہ احرف والی حدیث کا مقام و مرتبہ، یعنی حدیث کی امہات الکتب میں اس کی تخریج

اس ضمن میں قاری صاحب نے حدیثِ سبعہ احرف کی تخریج چند معتبر ترین کتب احادیث میں سے کی ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں: سبعہ احرف والی حدیث امہات کتب حدیث، صحاح ستہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد، مستدرک امام حاکم، امام طبری، امام طبرانی نے نقل کی ہے۔ اولاً یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعتِ کثیرہ سے منقول ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام کے بعد متعدد اسانید وطرق سے یہ حدیث بحد شہرت واستفاضہ و تواتر مروی ہے، جن میں سے بہت سی سندیں بالکل صحیح ہیں اور بعض اسناد تو سلسلہ ذہب سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً روایت امام مالک از ابن شہاب زہری از عروہ از مسور بن مخرمہ، اسی طرح روایت امام مالک از ابن شہاب از عبدالرحمٰن بن عبدالقاری از عمر بن الخطاب۔[48] اسی طرح علم اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی حدیث کو تین سے زائد صحابی روایت کریں تو وہ درجۂ مشہور تک پہنچ جاتی ہے اس قاعدہ کے لحاظ سے سبعہ احرف والی حدیث مشہور تو یقیناً ہے لیکن اس پر مستزاد جب ہم اس امر پر نظر ڈالتے ہیں کہ حدیث ہذا کے رواۃ صحابہ بلکہ اول سند سے منتہائے سند تک ہر دور وزمانہ میں اس کے ناقلین اس قدر کثیر التعداد حضرات ہیں کہ ان سب کا تواطو علی الکذب محال و ممتنع ہے تو لامحالہ اس کو متواتر تسلیم کرنا پڑتا ہے جیساکہ ابو عبید، محقق ابن الجزری اور علامہ سیوطی نے فرمایا ہے اور یہی صواب ہے۔[49]

اس بحث کے آخر پر قاری صاحب نے حدیث سبعہ احرف کا تتمہ ذکر کیا ہے، جس میں کل چھے ابحاث کا تذکرہ کیا ہے اور جو حدیث سبعہ احرف کے حوالے سے ایک محققانہ کاوش ہے، جس کے پڑھنے سے انسان کے ذہن میں پیدا ہونے والے تمام اشکالات رفع ہو جاتے ہیں۔ جس میں سبعہ احرف کی تشریح کرتے ہوئے علما کے چھے اقوال نقل، سبعہ احرف پر قرآن مجید کو نازل کرنے کی حکمت، بطور نمونہ انزل القرآن علی سبعۃ احرف کی متواتر حدیث کے صرف پندرہ روایات کا اجمالی تذکرہ مع فوائد کے ذکر کیا ہے۔[50]

---

[47] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 246۔

[48] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 256۔

[49] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 257۔

[50] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 261 تا 334۔

الشبہہ : نافع مدینہ میں کوفیوں کے ایجنٹ تھے جو چپ چاپ وہاں بٹھا دیے گئے تھے انھوں نے اکابر تابعین سے قرآن حاصل نہیں کیا تھا۔[51]

اعتراض

امام نافع پر تمنا عمادی کے اعتراض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ناقد لکھتا ہے: مدینے میں نافع بن عبدالرحمٰن کوفیوں کے ایک ایجنٹ تھے جو چپ چاپ وہاں بٹھادیے گئے تھے اکابر تابعین کے سامنے بیٹھ کر ان سے صرف حدیثیں سنا کرتے تھے تاکہ ان کے آگے اپنا رسوخ قائم رہے۔ قرآن انہوں نے ان اکابر تابعین سے کبھی نہیں حاصل کیا۔ قراءت کے متعلق جو کچھ ذخیرہ ملا وہ اپنے آزاد کردہ غلاموں سے ملا یعنی اعرج عبد الرحمٰن بن ہرمز سے یا یزید بن رومان الاسدی سے۔ یہ خود بھی ایک آزاد کردہ غلام تھے اور ان کے دونوں استاذ بھی آزاد کردہ غلام ہی تھے، اور تینوں عجمی الاصل تھے، اور اختلافِ قراءت کی سازشی انجمن کے ارکانِ اولی وخصوصی تھے، جو مدینے میں تو خاموش تھے، مگر باہر ان کو مدینے کا قاری مشہور کیا گیا تھا، ورنہ مدینے میں جس کو قرآن پڑھنا تھا وہ صحابہ کی اولاد اور اکابر تابعین کو چھوڑ کر ان عجمی غلاموں سے قرآن کیوں پڑھتا؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ صحابہ کی اولاد یا اصاغر تابعین میں سے جو عجمی الاصل نہ تھے، ان سے کتنے لوگوں نے نافع صاحب اور ان کے دونوں استادوں سے قرآن پڑھا تھا؟ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔[52]

ناقد نے مذکورہ عبارت میں امام نافع پر پانچ طرح سے نقد کیا ہے مولانا طاہر رحیمی نے ہر ہر نقد کو الگ الگ ذکر کرکے ان کے تفصیلی جوابات لکھے ہیں۔ یہاں ان کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

امام نافع پر پہلا نقد نافع (معاذاللہ) مدینہ میں کوفیوں کے ایجنٹ اور سازشی کمیٹی کے رکن تھے

مولانا طاہر رحیمی نے اس اعتراض کے کل پانچ جواب ذکر کیے ہیں جن میں سے چند ایک بطور نمونہ کے درج کیے جاتے ہیں:

1۔ یہ اس ہستی کے متعلق آپ کی یاوہ گوئی ہے جس نے خواب میں جناب رسول مقبول ﷺ کی اس طرح زیارت کی کہ آپ ان کے منہ سے منہ مبارک ملا کر قرآن شریف کی تلاوت فرمارہے تھے اور اسی وقت سے حضرت نافع منہ مبارک سے جب بھی تکلم یا تلاوت فرماتے برابر کستوری کی خوشبو آتی تھی اور جس ہستی نے خواب میں حضور اقدس ﷺ سے مصافحہ کیا اور آپ ﷺ کو کامل قرآن سنایا۔ ان کے متعلق ایسی گفتگو عقل سے ماوراء معلوم ہوتی ہے۔[53]

---

[51] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 346۔

[52] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلافِ قراءات، 660,661۔

[53] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 346۔

2۔امام نافع تبع تابعی ہیں اور ان کے دونوں استاذ تابعی ہیں اور یہ حضرات قرون مشہور لہا بالخیر کے لوگ تھے ایسے حضرات کو کوفیوں کا ایجنٹ اور سازشی انجمن کا رکن قرار دینا، رفض وسبائیت کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ کے شاگرد ہیں اور ان کی سیرت حضور ﷺ کی سیرتِ مقدسہ کا تتمہ ہے اسی طرح تابعین صحابہ کرام کے شاگرد ہیں اور ان کی سیرت صحابہ کرام کی سیرتِ مقدسہ کا تتمہ ہے۔شیعہ آلِ سبا نے صحابہ کرام کو اہل باطل قرار دیا جب کہ ناقد صحابہ کرام کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں یعنی تابعین وتبع تابعین کو مجروح ومطعون قرار دے رہا ہے۔[54]

ناقد کا دوسرا دعوی: امام نافع چپ چاپ مدینہ میں بٹھا دیے گئے تھے

اس اعتراض کے چار جواب دیے ہیں جن میں سے چند ایک ذکر کیے جاتے ہیں:

1۔مسجد نبوی شریف کوئی پسماندہ علاقہ نہیں تھا بلکہ مرکزِ اسلام ہے، یہاں ہر طبقہ کے آدمی ہمیشہ ہر چہار سمتِ عالم سے آتے رہتے ہیں، امام نافع یہاں ہی درس قرآن دے رہے تھے۔امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ بھی یہاں تشریف لائے مگر آپ کے بقول انھیں بھی اس کا علم نہ ہو سکا کہ یہاں یہ سازش چل رہی ہے ایسے ائمہ کبار بھی مغالطے میں رہے پھر ان کے بعد دین کا کون محافظ ہو سکتا ہے؟ پھر ان کے بعد آخر امت کس پر اعتماد کر سکتی ہے؟امام مالک مسائل قراءت میں امام نافع سے رجوع فرماتے تھے۔چنانچہ ایک مرتبہ امام مالک نے امام نافع سے بسم اللہ کا مسئلہ پوچھا فرمایا: سنت یہ ہے کہ اس کا جہر کیا جائے امام مالک نے فرمایا: **سلو ا عن کل علم اھلہ ونافع امام الناس فی القراءة** یعنی ہر علم کا مسئلہ اس کے اہل سے پوچھو اور قراءت میں نافع امام الناس ہیں۔[55]

2۔محقق ابن الجزری فرماتے ہیں کہ نافع نے نہایت طویل مدت یعنی ستر برس سے بھی زائد عرصہ تک قراءات پڑھانے کی خدمت سرانجام دی۔مدینہ میں قراءت کی سرداری آپ ہی پر منتہی ہوتی تھی۔[56]

ناقد کا تیسرا دعوی: نافع نے اکابر تابعین سے کبھی قرآن حاصل نہیں کیا

جواب: مولانا طاہر رحیمی نے اس شبہ کے دو جواب لکھے ہیں ان میں سے ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

محقق ابن الجزری ترجمۂ نافع کے تحت لکھتے ہیں: نافع نے حسبِ ذیل تابعینِ اہل مدینہ کی جماعت سے خود پڑھ کر قراءت حاصل کی: عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، ابو جعفر قاری، شیبہ بن نصاح، یزید بن رومان، مسلم بن جندب، صالح بن خوات وغیرہ حضرات شامل ہیں۔مزید برآں موسی بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے ان کا قول سنا کہ میں نے ستر تابعین

---

[54] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 349۔

[55] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 352۔

[56] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 354۔

سے قرآن پڑھا ہے۔اس تصریح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نافع نے ستر تابعین سے قرآن پڑھا ہے، ستر کی تعداد کے بعد ناقد یہ کہ رہا ہے کہ نافع نے اکابر تابعین سے کبھی قرآن نہیں پڑھا۔[57]

ناقد کا چوتھا دعوی: خود نافع اور ان کے دو اساتذہ اعرج اور یزید اسدی موالی واعجام میں سے ہیں۔

جواب: مولانا طاہر رحیمی نے اس اعتراض کے دس جواب دیے ہیں جن میں سے چند ایک درج کیے جاتے ہیں:

1۔یہاں یہ ایک لطیف نکتہ قابل غور ہے کہ فن اصولِ قراءت یا فن رجالِ طبقات کی کون سی کتاب میں مرقوم ہے کہ اختلاف قراءت کے پڑھنے پڑھانے کے لیے قاری ومقری کا آزاد اور عربی ہونا ضروری ہے؟اور موالی اور اعجام کے لے قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے کی حاشا وکلا قطعی اجازت نہیں۔ یا یہ کہ احرارِ عرب کے ہوتے ہوئے موالی اعجام قطعاً قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کے مجاز نہیں؟[58]

2۔صہیب رومی، بلال حبشی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم بھی آزاد کردہ غلام عجمی الاصل تھے، تو کیا اس سے ان کی صحابیت کے شرف پر کچھ اثر پڑتا ہے؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو پھر غلامی وعجمیت کوئی نقص اور عیب نہ ہوا۔بلکہ اس کے برعکس ایک خوبی ہے کہ اس غربت وبے چارگی وبے سروسامانی اور کسمپرسی کے عالم میں بھی یہ حضرات کمال حاصل کرکے کئی آزادوں اور متعدد عربوں سے سبقت لے گئے۔[59]

3۔غریب موالیِ اعجام کی تو کیا حقیقت ہے،احرار خالص فصحاء عرب،بلکہ کل دنیا کے سب لوگ اولین وآخرین مل کر بھی قرآن کی مثل ایک لفظ بھی بنا کر نہیں لا سکتے۔قراءت کے اختلافات جن میں کلمات والفاظ کا تنوع وتفنن ہے ایسے ہی معجز ہیں جیسے وہ متفق علیہ کلمات معجز ہیں جن میں قراءت کا اختلاف نہیں۔تو پھر ایسی صورت حال میں غریب موالیِ اعجام نے اپنے پاس سے یہ اختلافات کیونکر مخترع وایجاد کر لیے؟ جب کہ ایسے معجزانہ کلمات پوری مخلوق بھی بنا کر نہیں لا سکتی۔آپ کا یہ نظریہ کہ اختلافِ قراءات موالیِ اعجام کی سازش ہے معاذاللہ قرآنی اعجاز پر شدید حملہ ہے۔[60]

ناقد کا پانچواں دعوی: اولادِ صحابہ اکابر واصاغر تابعین میں سے کسی نے بھی نافع یا ان کے دو استادوں اعرج ویزید سے قرآن نہیں پڑھا

جواب

قاری طاہر رحیمی نے اس کے پانچ جواب دیے ہیں بطور نمونہ کے ایک جواب درج کیا جاتا ہے:

---

[57] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 355۔

[58] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 358۔

[59] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 360۔

[60] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات، 360۔

1۔امام نافع اور ان کے دو استادوں کے متعلق یہ چیلنج کرنا کہ بتاؤ کن تابعین واولادِ صحابہ نے ان سے قرآن پڑھا ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ چیلنج کرے کہ بتاؤ کن صحابہ نے تابعین سے قرآن پڑھا؟ ایسے آدمی کے بارے میں اہل عقل ودانش یہی فیصلہ صادر کریں گے اس کا دماغی توازن برقرار نہیں۔جناب والا! نافع تبع تابعین میں سے ہیں معدودے چند اصاغر تبع تابعی مثلاً امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے بھی ضرور ان سے قرآن حاصل کیا مگر اکثر وبیشتر ان سے قرآن حاصل کرنے والے تبع تابعین کے بعد کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں کیوں کہ اکثر تبع تابعین تو ان کے معاصرین ورفقا ہوں گے۔[61]

مولانا طاہر رحیمی کی دفاعِ قراءات کے چاروں ابواب سے چیدہ چیدہ اہم مثالیں بطور نمونے کے ذکر کی گئی ہیں جن سے ان کی علم قراءات میں دسترس،وسعت نظری اور رسوخ فی العلم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔نیز یہ کتاب ان کی مجتہدانہ کاوش کا بین ثبوت ہے، جس میں ہر ہر جواب مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہے۔مزید برآں پوری کتاب میں قراءات کے حوالے سے امہات الکتب سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جس سے کتاب کی علمی قیمت اور دلیل میں مزید پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ مقالہ نگار کی نظر میں اہل علم کے لیے اس موضوع پر اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔

خلاصۂ بحث

قرآنی متن کے علم قراءات کے ساتھ براہِ راست تعلق اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اسلام دشمن عناصر نے اس کو بالخصوص ہدفِ تنقید بنایا ہے اور متعدد وسائل وذرائع سے قرآن کریم کے متعلق امتِ مسلمہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے اس کی قراءات کو انسانی اختراع قرار دیا ہے۔اس حوالے سے بنیادی طور پر تین گروہ، جن میں بعض فرقِ روافض، مستشرقین اور دور جدید کے چند منکرینِ قراءات شامل ہیں۔حجیتِ قراءات کے حوالے سے ان کے شبہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تمام تر تحقیقات کا مدار استشراقی فکر ہے۔قراءاتِ قرآنیہ سے متعلق جمہور امت سے ہٹ کر ایک نئی رائے قائم کرنے والے متجددین کے بارے میں مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ ان کا موضوعِ تحقیق دراصل "علمِ قراءات " تھا ہی نہیں، لہٰذا انہیں اپنے قائم کردہ نظریات ونتائجِ تحقیق کی نزاکت اور شناعت کا ادراک ہی نہ ہو سکا۔

برصغیر میں حجیتِ قراءات کا انکار کرنے والوں میں تمنا عمادی کا نام نمایاں نظر آتا ہے انھوں نے اپنی کتاب "اعجاز القرآن واختلافِ قراءات" میں اختلاف قراءات پر مختلف نوعیت کے متعدد اعتراضات کیے، جن کا تجزیہ کیا جائے تو وہ چار اقسام پر منقسم ہوتے ہیں۔مولانا طاہر رحیمی نے "دفاعِ قراءات" کے نام سے کتاب لکھ کر علامہ تمنا عمادی کی طرف سے اختلافِ قراءات پر کیے گئے اعتراضات کا بہت ہی مدلل، جامع اور بڑے خوبصورت انداز سے جواب دیا ہے۔یہ کتاب اختلافِ قراءات پر کیے گئے اعتراضات کے جواب پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں بالخصوص تمنا عمادی

---

[61] قاری طاہر رحیمی، دفاع قراءات ،ص362۔

کے شبہات چاہے ان کا تعلق قرآن مجید کے نقاط واعراب کے ساتھ ہو یا حدیث سبعہ احرف کی حیثیت پر ہو یا پھر قراء سبعہ پر موالیِ اعجام وغیرہ کی تہمت سے ہو، مولانا طاہر رحیمی نے ہر ہر اعتراض کا مدلل جواب پیش کیا ہے۔ درحقیقت یہ امت مسلمہ پر ایک قرض تھا جسے مولانا طاہر رحیمی نے بڑے خوبصورت انداز سے چکایا ہے۔

سفارشات

قرآنی علوم میں اختلافِ قراءات اور ان کی حجیت ایک اہم ترین موضوع ہے، جس کی نزاکت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ براہِ راست اس کا تعلق قرآنی متن سے ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ شانہ نے لی ہے۔ اس لیے قراءات کے اختلاف کو اختراعی قرار دے کر اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرنا دراصل قرآن کریم میں تحریف ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے اس موضوع کے حوالے سے چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ حجیت قراءات سے متعلق ایک نصاب ترتیب دیا جائے جس میں قراءات کی اہمیت، ان کا منزل من اللہ ہونا اور ان کی حجیت کے حوالے سے ایک جامع اور آسان انداز سے مواد پیش کیا گیا ہو۔

2۔ ہمارے ہاں جس طرح انٹر، بی اے اور ایم اے لیول میں اسلامیات کی کتب میں جمع وتدوینِ قرآن اور حجیتِ حدیث پر مبنی مواد پڑھایا جاتا ہے تو بالکل اسی طرح حجیتِ قراءات کے حوالے سے بھی ایک جامع اور مرتب انداز میں مواد تیار کرکے کم از کم ایم اے لیول پر ضرور پڑھایا جائے۔

3۔ مختلف جامعات میں وقتاً فوقتاً اسی موضوع پر سیمینار کا اہتمام کیا جائے تاکہ علوم اسلامیہ کے طلباء کو اس حوالے سے پختہ سوچ مل سکے۔

4۔ دفاع قراءات کو جس انداز سے مرتب کیا گیا ہے اس سے استفادہ کرنا بالخصوص عام اردو داں طبقے کے لیے انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ ان کی اردو تحریر میں عربیت کا غلبہ نظر آتا ہے۔ مزید برآں اندازِ تحریر بھی متقدمین والا ہے۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ اس وقیع علمی سرمائے کی تسہیل کا اہتمام کرکے جدید تحقیقی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے شائع کیا جائے تاکہ تمام اہل علم کے لیے اس سے استفادہ کی راہیں آسان ہو سکیں۔